اسلام میں صدقہ واحسان کی اہمیت

از: شیخ یوسف القرضاوی
ترجمہ: عبدالحمید صدیقی

اسلام نے زکوٰۃ وغیرہ کے جو قوانین وحقوق مقرر کیے ہیں وہ ان سب سے بڑھ کر جود وسخا کرنے والے انسان کے دل کو ایک ایسے آدمی کا دل بنانا چاہتا ہے جو طلب سے کہیں زیادہ دیتا ہے اور جتنا اس پر خرچ کرنا واجب ہو اس سے کہیں زیادہ خرچ کرتا ہے بلکہ بے طلب وسوال عطا کرتا ہے اور خوشحالی و بدحالی میں شب و روز پوشیدہ طور پر اور علانیہ خرچ کرتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کرتا ہے جو خود اُسے اپنے لیے پسند ہو۔ بلکہ باوجود اپنی تنگ دستی کے دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتا ہے اور مال کو مقصد نہیں بلکہ حصولِ مقصد کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔ وہ مال کو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا ایک ذریعہ تصور کرتا ہے۔ اس کا دل خیر و خوبی کا مرقع بن جاتا ہے۔ وہ رضائے الٰہی اور ثواب کی نیت سے نہ کہ حُبِ جاہ و شہرت کی خاطر یا حاکمِ وقت کی سزا کے خوف سے، خوب دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چند قوانین اور قواعد وضوابط ہی سب کچھ ہیں جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں وہ سطح بین ہیں اور انسان کی حقیقت سے ناآشنا۔ انسان کوئی مشین نہیں ہے کہ اُسے گھمایا جائے تو وہ گھومنے لگے۔ کوئی پہیہ نہیں ہے کہ اُسے حرکت دی جائے تو وہ متحرک ہو جائے اور روکا جائے تو رک جائے۔ وہ تو ایک ایسا پیچیدہ ڈھانچہ ہے جو مادہ اور روح، جسم اور جان، عقل اور جذبات اور افکار و احساسات سے مرکب ہے۔ وہ تو ایک ایسا وجود ہے جو سوچتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے۔ جو کسی چیز کو محسوس کرتا ہے اور اس کا شعور حاصل کرتا ہے جو بعض چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور انہیں دوسری چیزوں پر ترجیح دیتا ہے اور بعض کاموں کو کرتا ہے اور بعض کو ترک کرتا ہے اور جو بعض چیزوں یا لوگوں سے متاثر بھی ہوتا ہے اور ان پر اثر انداز بھی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس وجودِ انسانی کے جملہ خصائص کا لحاظ رکھا جائے اور اس کے سازِ زندگی کے سارے تاروں پر زخمہ زنی کی جائے تاکہ ہم اس کے اخلاق اور

ضمیر کے ذریعے زندگی کے دوسرے قوانین اور قواعد و ضوابط کی کمی کو پُورا کر سکیں۔

اسلام بحیثیت ایک دین ہونے کے صرف اُن حقوق پر توجہ دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا جو کچھ قوانین و ضوابط کے تحت ہیں اور جن کے نفاذ کی ذمّہ داری حکومتوں پر ہوتی ہے بلکہ انسانی زندگی کے اخلاقی پہلو پر بھی توجہ دیتا ہے کیونکہ زندگی کا یہ پہلو اسلام کی نظر میں صرف کفالتِ باہمی کے مقصد کے حصُول کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ نیک، رضائے الٰہی اور جنّت میں انبیاء کی رفاقت کے طالب انسان کی تربیت سے جو مقاصد اسلام حاصل کرنا چاہتا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

یہاں ہم کچھ آیاتِ قرآنی اور کچھ احادیثِ نبویؐ نقل کرتے ہیں جو بشارت و انذار، ترغیب و ترہیب؛ دعوتِ انفاق فی سبیل اللہ اور بخل و کنجوسی سے احتراز کی دعوت سے عبارت ہیں۔ جو فنی اعتبار سے اتنی اعلیٰ اور ادبی لحاظ سے اتنی بلیغ ہیں کہ اُن کی وعید جامد دلوں کو موم کر دیتی ہے اور اُن کے وعدے (یعنی اُن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جنّت اور دیگر آرام و آسائش کے جو وعدے کیے ہیں) بند مٹھیوں کو حرکت میں لے آتے ہیں اور بھلائی اُن سے پھوٹ نکلتی ہے اور جُود و سخا کے لیے وُہ کھل جاتی ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَ یَبْسُطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرہ: ۲۴۵)

تم میں کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے تاکہ اللہ اُسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے۔ گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی اور اُسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ (البقرہ ۲۶۱-۲۶۲)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اُن کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے نہ دکھ دیتے ہیں اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن کے لیے کسی

رنج اور خوف کا موقع نہیں۔

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ - (البقرہ: ۲۷۴)

جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے۔ اور اُن کے لیے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ - (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۴)

دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنّت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ اُن خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ - وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ -

اے نبی! ان سے کہو میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے، جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے۔ وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے۔

آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ - (الحدید: ۷)

ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اُن چیزوں میں سے جن پر اُس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ، وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (الحشر: ۹)

اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

وَأَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا

خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے روزی دی تم کو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔ تو

اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ (المنافقون)

پھر کہے اے میرے رب! کیوں نہ ڈھیل دی مجھ کو تھوڑی مدت کے لیے کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا۔

اور جو نیک عمل تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَۃَ۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَۃُ۔ فَکُّ رَقَبَۃٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ۔ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ۔ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ۔ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ۔ (البلد ۱۱-۱۸)

مگر وہ گھاٹی پر سے ہو کر نہ گزرا۔ اور تم کیا سمجھے کہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن کا چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا، یتیم رشتہ دار کو یا فقیر خاکسار کو۔ پھر اُن لوگوں میں بھی داخل ہوا جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے۔ یہی لوگ صاحبِ سعادت ہیں۔

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا۔ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا۔ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا۔ (الدھر: ۸-۱۰)

اور باوجودیکہ اُن کو خود طعام کی خواہش اور حاجت ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو خالص خدا کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے طلب گار۔ ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کریہ المنظر اور (دلوں کو) سخت (مضطر کر دینے والا) ہے۔

احادیثِ نبوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ اس کا مال تو صرف وہ ہے جو اُس نے کھا لیا اور ختم ہو گیا اور جو اس نے پہن لیا اور بوسیدہ ہو گیا اور جو اُس نے راہِ خدا میں دے دیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی اُس کے پاس ہو گا وہ اسے دوسرے لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "تم میں سے کون ہے،

جسے اپنے وارثوں کا مال خود اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے؟" صحابہؓ نے کہا: "اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو"۔ آپؐ نے فرمایا: "بے شک تم میں سے ہر ایک کا اصل مال وہ ہے جسے تم راہِ خدا میں خرچ کر کے اللہ کے ہاں ذخیرہ کر لو۔ اور وارثوں کا مال وہ ہے جسے تم پیچھے چھوڑ جاؤ۔ (نسائی)۔

عدی ابن حاتم سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تم میں سے ہر شخص سے ہم کلام ہو گا۔ اس حال میں کہ اللہ اس شخص کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا پھر وہ شخص اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اُسے وہی نظر آئے گا جو اُس نے آگے بھیجا ہو گا۔ بائیں طرف دیکھے گا تو بھی وہی نظر آئے گا آگے دیکھے گا تو کچھ نہیں سجھائی دے گا۔ سوائے اس آگ کے جو اس کے سامنے ہو گی۔ لہٰذا آگ سے بچو، اگرچہ ایک کھجور برابر صدقہ دے کر ہی کیوں نہ ہو"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی شخص اپنی حلال کمائی میں سے ایک کھجور برابر صدقہ کرے، اور حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بڑے احسن انداز سے قبول کرتا ہے، پھر اُسے صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے پالتا رہتا ہے (بڑھاتا رہتا ہے)، جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے حتیٰ کہ وہ (صدقہ) ایک پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ گناہ کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ (ابو یعلیٰ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا"۔ ایک شخص نے عرض کی: "اے خدا کے رسولؐ! وہ کیسے؟" آپؐ نے فرمایا: "ایک نہایت مالدار شخص اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم لے اور صدقہ کر دے۔ اور دوسرا شخص جس کے پاس کل دو درہم ہیں وہ اپنے مال میں سے ایک درہم صدقہ کر دے (تو قلیل المال شخص کا یہ ایک درہم کثیر المال شخص کے ایک لاکھ درہم سے اللہ کے نزدیک ثواب میں کہیں بڑھ کر ہو گا)۔ (نسائی۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ حاکم۔)

عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے روز ہر شخص

اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان جنت و دوزخ کا فیصلہ کر دیا جائیگا۔ (احمد۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ حاکم)۔

قارئین کرام ہر گز یہ خیال نہ کریں کہ مذکورۂ بالا آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی مسلمانوں کی عملی زندگی کا دھارا بدلنے میں بالکل غیر مؤثر ہیں۔ نہیں بلکہ یہ تو انسان کے پاکیزہ ترین احساسات، شریفانہ جذبات، بہترین عزائم اور نیک اعمال میں دلچسپی کی تربیت و تدریب میں مشعلِ راہ اور قوتِ دافعہ کا حکم رکھتی ہیں۔ اپنی اس بات کی تائید میں ہم تاریخِ اسلام سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

مفسرین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "جب آیت مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ (ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے اور اللہ تعالیٰ اسے بڑھا چڑھا کر عطا کرے) نازل ہوئی تو حضرت ابو الدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا "یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے"؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں اے ابو دحداح"! انہوں نے کہا "یا رسول اللہ اپنا ہاتھ دیجیے" پھر ہاتھ میں ہاتھ لے کر کہا "حضورؐ! میں نے اپنا باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیا" ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ابو دحداح کے باغ میں چھ سو کھجور کے درخت تھے اور اُن کے بیوی بچے بھی اُسی میں رہتے تھے۔ وہ اس وقت سیدھے باغ میں آئے اور آواز دی "اے دحداح کی ماں"! اس نے جواب دیا "لبیک"۔ ابو دحداح نے کہا "بچوں کو لیکر باغ سے نکل آؤ کیونکہ میں نے یہ باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا ہے (یعنی راہِ خدا میں دے دیا ہے)

امام احمدؒ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ تمام انصار میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ وہ اپنے تمام مال اور جائیداد میں "بیرحاء" نامی باغ کو جو مسجد نبویؐ کے سامنے تھا، سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کے کنوئیں کا عمدہ میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ جب آیت لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے) نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہ! خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔ اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی بیرحاء نامی باغ ہے۔ لہٰذا میں اس کو اس اُمید میں کہ جو بھلائی خداوند تعالیٰ کے پاس ہے وہی میرے لیے جمع رہے

خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اب اے اللہ کے رسولؐ! آپ کو اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھیں اس کو تقسیم کر دیں۔ آپؐ خوش ہو کر فرمانے لگے "واہ واہ یہ بہت ہی فائدہ مند مال ہے اس سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ ہوگا۔ پھر فرمایا "میری رائے یہ ہے کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ "بہت اچھا" اور پھر اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

انفاق فی سبیل اللہ کا یہ سلسلہ ہر دَور میں مختلف درجوں پر جاری رہا ہے اور لوگوں نے تاریخ کے ہر دَور میں اس کے نہایت اعلیٰ و عمدہ نمونے دیکھے ہیں کہ مسلمان کے نزدیک اللہ، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں کی خوشنودی، اپنے خزانوں سونے چاندی اور دنیاوی زندگی کی ہر متاعِ گراں بہا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

امام لیثؒ بن سعد کے بارے میں روایت ہے کہ اُن کی آمدنی تقریباً ہزار دینار فی یوم تھی۔ اس کے باوجود اُن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ اپنے مال کو اتنی دیر اپنے پاس جمع رکھتے ہی نہیں تھے کہ اس پر سال گزر جائے بلکہ جو بھی مال ان کے پاس آتا تھا وہ اُسے صدقہ کر دیتے تھے اور راہِ خدا میں خرچ کر دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ امام لیثؒ ہر روز تین سو ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کرنے سے پہلے بات نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ سے کچھ شہد مانگا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے ایک مشکیزہ شہد کا دے دو۔ آپ سے کہا گیا کہ وہ تو اس سے کم شہد پر بھی راضی ہو سکتی تھی۔ آپ نے جواب دیا: "اس نے اپنی ضرورت کے مطابق سوال کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کے اُس انعام کے مطابق دیا جو اس نے ہم پر کر رکھا ہے۔

اسی طرح عبداللہ بن جعفر کے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی حاجتمند سائل کو اپنے دروازے سے کبھی خالی ہاتھ نہیں موڑا تھا۔ اُن کے کسی ہم نشین نے یہ رویہ اختیار کرنے پر انہیں بُرا بھلا کہا تو انہوں نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک عادت ڈال دی اور میں نے اس کے بندوں کو ایک عادت ڈال دی۔ اس نے مجھے اس بات کا خوگر بنایا کہ وہ مال و دولت دے اور میں نے اس کے بندوں کو اس بات کا عادی بنایا کہ میں انہیں مال دیتا رہوں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اپنی عادت کو چھوڑ دیا تو وہ بھی اپنی عادت کو چھوڑ دے گا۔

خیراتی وقف | صدقات میں سے اسلام نے جن چیزوں کی ترغیب دلائی ہے اُن میں سب سے اہم صدقہ جاریہ

ہے۔ دوسرے صدقات کی جزاء و ثواب کی نسبت صدقہ جاریہ کی جزاء امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ صدقہ جاریہ کے اثر اور فائدے میں ایک قسم کا دوام اور ہمیشگی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا ثواب صدقہ کرنے والے کی موت کے بعد بھی اُس وقت تک اُسے پہنچتا رہتا ہے جب تک کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جب انسان کا رشتۂ حیات ٹوٹ جاتا ہے تو سوائے مندرجۂ ذیل تین اعمال کے تمام اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں:

(۱) صدقۂ جاریہ۔ (۲) نفع بخش علم (۳) دعائے خیر کرنے والا نیک بچہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا " اے اللہ کے رسولؐ! میرا سب سے زیادہ عزیز اور بہتر مال وہ ہے جو خیبر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے (میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں) فرمایئے کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا " اصل (زمین) کو اپنے قبضے میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل وغیرہ خدا کی راہ میں وقف کر دو۔" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فقراء، رشتہ داروں، قیدیوں، ناداروں اور مسافروں کے لیے اُس زمین کی پیداوار پھل وغیرہ اس شرط پر وقف کر دیئے کہ نہ تو انہیں بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ حصہ وراثت کے طور پر دیا جائے۔ البتہ جو شخص اس وقف کا نگران مقرر کیا جائے اس کے لیے کوئی گناہ نہیں اگر وہ معروف طریقے سے اس میں سے کچھ لے کر کھالے اور اپنی جائیداد نہ بنائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمین کی پیداوار وغیرہ خدا کی راہ میں وقف کر دینے کا حکم دے کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیراتی وقف کے لیے شرعی بنیاد مہیا کر دی ہے جو ہر دور کے مُسلم معاشرے میں کافی مؤثر کردار ادا کرتی رہی ہے اور جو مسلمانوں کے دلوں میں بھلائی اور خلوص و خیر کے جذبات کو جاگزیں کرنے کی ایک روشن مثال اور واضح دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مُسلم معاشرے کی ضروریات میں سے کوئی ضرورت ایسی نہیں تھی جس کے لیے معاشرے کے اہلِ ثروت نے اپنی دولت کا کچھ حصہ وقف نہ کر دیا ہو۔

یہ اوقاف اپنی وسعت اور تنوع کے اعتبار سے بجا طور پر نظامِ اسلامی کے لیے باعثِ صد افتخار تھے۔ فقراء اور ناداروں کے لیے محتاج خانے قائم کر دیئے گئے جو اُن کی خوراک اور لباس کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ خیراتی شفاخانے کھول دیئے گئے جو فقراء اور اہلِ حاجت کے لیے علاج معالجے اور

دوا دارو کی سہولتیں مہیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے لیے سفر وغیرہ کی سہولتیں بھی مہیا کی گئیں۔
مسلمان اس تلاش میں رہتے تھے کہ معاشرے میں کون کونسی ضروریات ایسی ہیں جن پر خرچ کیا جائے، پھر وہ اُن کے لیے اپنے مالوں اور جائیدادوں کے کچھ حصّے وقف کر دیتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے بیمار جانوروں کے علاج اور گم شدہ (بے آقا) کتّوں کی خوراک وغیرہ کے لیے اوقاف قائم کیے۔ جب بے زبان جانوروں کے بارے میں مسلمانوں کا یہ رحمدلانہ طرز عمل تھا تو پھر اس اشرف المخلوقات انسان کے بارے میں ان کا نقطۂ نگاہ کیا ہوگا؟

یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں اگر مسلم معاشرے میں یتیموں، شکستہ حال لوگوں، اندھوں، ناداروں اور دیگر مجبور اور آفت رسیدہ محتاجوں کے لیے اوقاف کا ایک نہایت وسیع نظام قائم ہو جائے۔

ہم یہاں مصر کے عہد ممالیک کی ایک تاریخی دستاویز کا متن پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، وہ دستاویز قلاؤون کے شفاخانے کا وقف نامہ ہے۔ وقف نامہ ایک سرکاری کاغذ ہوتا ہے جس پر وقف کرنے والا اپنے وقف کے متعلق ہر چیز تحریر کرتا ہے اور اس کے حدود مقرر کرتا ہے اور مسلمانوں میں سے کسی عادل اور نیک آدمی کو اس پر گواہ بنایا جاتا ہے تاکہ جس شخص کی نگرانی میں وقف ہو وہ اُن حدود کا پورا التزام کرے۔ وقف کے نگران کو "ناظر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مذکورہ شفاخانے کے وقف نامے میں لکھا ہے:

> "یہ شفاخانہ بیمار مسلمان مردوں اور عورتوں کے علاج معالجے کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔ خواہ وہ خوشحال دولتمند ہوں یا فقیر محتاج۔ قاہرہ اور اس کے نواحی علاقوں میں رہتے ہوں یا باہر سے آئے ہوئے ہوں۔ اپنی جنسوں اور بیماریوں اور امراض کے اختلاف کے باوصف وہ اس ہسپتال میں اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ اور بڑھاپے اور جوانی کے عالم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ مریض مرد اور عورتیں جو فقیر اور محتاج ہوں گے، اپنی کامل صحت یابی تک اپنے علاج کے لیے اس میں مقیم رہیں گے اور ہسپتال میں علاج وغیرہ کے لیے جو کچھ مہیا ہوگا وہ ہر اپنے اور پرائے اور مقامی اور مسافر پر غیر مشروط طور پر خرچ کیا جائے گا۔
>
> اور ناظر اس وقف کی آمدنی سے مریضوں کی ہر ضرورت پر خرچ کرے گا۔ مثلاً

بستر، لحاف اور گدّے وغیرہ۔ ہر مریض کے لیے اس کے مرض اور حالت کے مطابق چارپائی اور بچھونا مہیّا کرے گا۔ تمام مریضوں کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کے خوف اور اُس کی اطاعت کو پیشِ نظر رکھے گا اور اُن کو اپنی رعایا سمجھتے ہوئے اُن کی بھلائی اور بہتری کے لیے پورے خلوص سے جد و جہد کرے گا کیونکہ ہر راعی اپنی رعایا کے متعلق پُوچھا جائے گا۔

مریضوں کے لیے مُرغ، چُوزے اور دیگر گوشت وغیرہ پکانے کا انتظام ہسپتال کا مطبخ کرے گا۔ ہر مریض کے لیے جو کچھ پکایا جائے گا وہ اس کے لیے ایک خاص کٹورے میں ڈھانپ کر رکھ دیا جائے گا کوئی دوسرا مریض اس میں سے کچھ نہیں لے سکے گا جب سب مریضوں کے لیے کھانا تیار ہو جائے گا تو ہر مریض کو اُس کا کھانا دے دیا جائے گا۔ رات دن کا جو کھانا ڈاکٹر صاحب اُن کے لیے تجویز کریں گے وہ انہیں پورا پورا دیا جائے گا۔

ناظر اس وقف کی آمدنی سے اُن مسلمان ڈاکٹروں کی تنخواہیں وغیرہ بھی دے گا جو اکٹھے یا باری باری سے مریضوں کی دیکھ بھال کا کام انجام دینگے اور اُن سے اُن کے احوال (یعنی مرض میں اضافہ یا شدّت) وغیرہ پوچھیں گے۔ اور کھانے پینے کی جو چیز بھی مریض کے لیے موزوں ہو گی وہ اُس کے نسخے میں لکھیں گے۔ اور اجتماعی طور پر یا باری باری سے ہر روز رات کو ہسپتال میں رہیں گے اور مریضوں کا علاج اور دیکھ بھال کریں گے۔

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بیمار ہو اور محتاج ہو تو ناظرِ شفاخانہ اُسے شربت، ادویہ اور معجونیں وغیرہ جن کی اُسے ضرورت ہو، مہیّا کر سکتا ہے اور اسے اس معاملے میں خرچ کرتے وقت کنجوسی سے کام نہیں لینا ہو گا۔[1]

یہ تاریخی دستاویز اُس دَور کی ہے جسے مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے سنہرے ادوار کے مقابلے میں پستی اور پسپائی کا دَور سمجھا جاتا ہے۔

---

[1] منقول از لیس من الاسلام مؤلفہ محمد الغزالی ص ۲۱، ۲۵